AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

عہد نبوی ﷺ میں خواتین کا نظام تعلیم وتربیت (تجزیاتی مطالعہ)

The System of Education and Training for Women in the Prophetic Era (An Analytical Study)

Muhammad Farooq Siddique
Lecture & Manager Superior University Lahore (CAKCCIS)
farooq@superior.edu.pk
Muhammad Shoaib(Corresponding author)
Teaching AssistantGovt. collage university, Faisalabad
shoaibgcuf202@gmail.com
Dr. Imtiaz Ahmed
Assistant professor Minhaj University Lahore, Pakistan
Alihasan2912@gmail.com

Abstract

This study delves into the system of education and training for women during the Prophetic Era. It examines how educational opportunities were systematically provided for women in that blessed period, with a special focus on their religious, ethical, social, and even practical upbringing. We will analyze the educational methodologies of that era, which included teaching arrangements for women in mosques, homes, and specialized academic gatherings. The aim of this study is to elucidate how Prophet Muhammad (PBUH) declared the pursuit of knowledge obligatory for both men and women, encouraging women not only towards spiritual purity but also to become active members of society. This research sheds light on how these women, foremost among them the Mothers of the Believers and the female Companions, acquired knowledge and played pivotal roles in shaping Islamic society, narrating Hadith, providing jurisprudential guidance, and contributing to various social services. This analytical study also offers guidance for contemporary Muslim societies to empower women in all walks of life by following the comprehensive educational model established by the Prophet (PBUH).

Keywords:*Education, Opportunities, Religious, female Companions, society , specialized academic*

تعلیم گاہ کی خشتِ اول مسجد نبوی میں بنے ہوئے چبوترے پر رکھی گئی تھی، جسے ہم ”صفہ“ کے نام سے جانتے ہیں۔ وہاں بھی علم کی جامعیت کا تصور پیش کیا گیا تھا۔ اصحاب صفہ نہ صرف قرآن حفظ کرتے اور اللہ کے رسول کے ارشادات کو سن کر اپنے سینوں میں محفوظ کرتے تھے بلکہ لکھنا پڑھنا بھی سیکھتے اور فنونِ حرب کی بھی مشق کرتے تھے۔ غزوۂ بدر کے موقع پر جن سردارانِ مکہ کو گرفتار کیا گیا تھا ان کا فدیہ یہ قرار دیا گیا تھا کہ ہر شخص 10 بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھادے۔ ظاہر ہے کہ ان اسیرانِ قریش نے دینی تعلیم نہ دی ہوگی۔ عہدِ اموی میں جب اسلامی مملکت کی سرحدیں وسیع ہوئیں اور دیگر قوموں سے ربط و تعامل بڑھا تو اس زمانے کے مروّجہ علوم کو عربی زبان میں منتقل کرنے کی تحریک شرع ہوئی۔ یزید بن ابی سفیان کی وفات (م64ھ) کے بعد رواج دیے گئے دستور کے مطابق ان کے بیٹے خالد کو زمامِ اقتدار سنبھالنی تھی، لیکن اس کا علمی شغف اتنا زیادہ تھا کہ اس نے خلافت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ خالد بن یزید نے خود بھی بہت سی کتابوں کا ترجمہ کیا اور دوسروں سے بھی کروایا۔

اسلام میں مردوں اور خواتین پر حصول علم یکساں طور پر فرض کیا گیا ہے۔ اس معاملے میں خواتین کو کمتر اور کم عقل نہیں سمجھا گیا۔ حضور ﷺ کا واضح ارشاد ہے کہ

طلب العلم فریضۃ علیٰ کل مسلمه و مسلمة [1]

"حصول علم مسلمان عورتوں اور مردوں پر فرض ہے۔"

بعض محققین اور شارحین اس حدیث مبارکہ میں مسلمۃ (مسلمان خواتین) کی اصطلاح کے حق میں نہیں ہیں بلکہ ان کے بقول بعض شواہد کے مطابق یہ اصطلاح اصل حدیث میں موجود نہیں لیکن ایسے افراد کی تعداد دوسروں کے مقابلے پر کم ہے۔ بالفرض محال ان کی یہ بات تسلیم بھی کر لی جائے تب بھی کئی اور ذرائع ایسے باقی رہ جاتے ہیں جو اسلام میں خواتین کی تعلیم کے حق کو نہ صرف تسلیم کرتے ہیں بلکہ اسے ان کے لیے لازمی قرار دیتے ہیں اگر خواتین تعلیم حاصل نہ کریں تو گویا وہ اپنے فرائض سے کوتاہی کی مرتکب ہو رہی ہیں۔ خواتین کے حصول علم کے لیے قرآن کریم نے واضح طور پر امہات المومنین کی اس فرض کی اہمیت سے آگاہ کیا۔

وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ ۚ [2]

"یاد کر لیا کرو جو تمہارے گھروں میں اللہ کی آیات اور حکمت کے بارے میں پڑھا جاتا ہے۔"

قرآن کریم کے اس ارشاد کے مطابق حصول علم یا آیات واحکامات ربانی کا سمجھنا اور یاد کرنا صرف امہات المومنین ہی سے وابستہ کر دیا جائے تب بھی دوسری خواتین کے لیے حصول علم ثابت ہو جاتا ہے۔ کیونکہ امہات المومنین پر حصول علم کے ساتھ ہی اشاعت علم کا فریضہ عائد ہو جاتا ہے اور اشاعت علم کے وسیلے خواتین ہی اسے حاصل کریں گی۔ آپ ﷺ نے خواتین کے لیے تعلیم لازمی قرار دیتے وقت کسی قبیلہ منصب یا حیثیت کی خواتین کے لیے خصوصی احکامات جاری نہیں فرمائے تھے بلکہ سب کو مساوی تصور کرتے ہوئے حصول علم کا مشورہ دیا تھا۔ آپ ﷺ خواتین کی تعلیم کے حق میں اس درج واضح نقطہ نظر رکھتے تھے کہ ان خواتین کو (جو کنزیں تھیں اور مکمل طور پر اس دور کی عرب روایات کے مطابق دوسروں کی ملکیت تھیں) انہیں بھی تعلیم دینے کی ہدایت کی۔

من كانت له جارلة فعلمها (3)

"اگر کسی کے پاس لونڈی ہو تو وہ اسے بھی تعلیم دے۔"

اسی حدیث کو بخاری کے حوالے سے گوز یئر GOLDZIHER نے انسائیکلوپیڈیا میں کچھ اس طرح درج کیا ہے۔

It is regarded as a work of specially meritorious character to educate a slave girl well, then set her free and give her to husband.

حضور ﷺ نے لونڈیوں کی آزادی اور ان کی شادی سے پہلے انہیں تعلیم دینے کی ہدایت فرمائی تھی۔ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ تعلیم کو کس قدر اہمیت دی گئی تھی ابتدائی دور میں تو کئی ایسی ترغیبات رائج کی گئی تھیں تاکہ خواتین بھی تعلیم کے شعبہ میں نمایاں مقام حاصل کر سکیں اسی نوعیت پر مبنی ایک اسکیم یہ بھی رائج رہی کہ وہ شوہر جو اپنی بیویوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کریں انہیں مہر کی ادائیگی سے میر اقرار دیا جاتا تھا گویا

[1] الاحزاب، 34:33

[2] قادری، محمد طاہر، (2015ء)، علم اور مصادرِ علم، لاہور، منہاج القرآن پبلی کیشنز، ص:28

[3] ایضاً، ص:33

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

عورت کو تعلیم دلادی گئی تو یہ عمل اس کے حق مہر کی ادائیگی کے متبادل سمجھا گیا۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

جس شخص نے اپنی کنیز کو اچھی تعلیم وتربیت سے سنوارا پھر آزاد کر کے اپنی زوجیت میں لے لیا اس کے دو ثواب ہیں۔(4)

تعلیم اور تربیت اور آزادی دونوں کو الگ الگ ثواب کی حیثیت عطا کر کے آپ ﷺ نے اس دور کے معاشرے میں سب سے کم حیثیت رکھنے والی خواتین (لونڈیوں) کی تعلیم کے حق کو نہ صرف تسلیم کیا بلکہ دوسروں کو بھی اس کے مطابق عمل کرنے کی ہدایت کی۔

آپ ﷺ نے اولاد کے حوالے سے والدین کی اہم ذمہ داریوں میں اولاد کی تعلیم وتربیت کو بھی شامل کیا ہے فرمایا کہ عمدہ تعلیم وتربیت اولاد کا حق ہے اور انہیں یہ حق دینا والدین کی جانب سے سب سے اچھا تحفہ ہے۔ بغور جائزہ لیا جائے تو اندازہ ہو گا کہ اولاد کی تربیت میں باپ اور ماں دونوں ہی برابر سے شریک ہوتے ہیں۔ بلکہ چھوٹی عمر کے بچوں کی تربیت کا زیادہ انحصار تو صرف ماں ہی پر ہوتا ہے۔ وہ خود بہتر طور پر تعلیم و تربیت حاصل کر چکی ہو گی تو اولاد کو بھی انہی خطوط کے مطابق تعلیم وتربیت دے سکتی ہے۔ غرض آنحضور ﷺ خواتین کی تعلیم کے حق میں تھے یہی سبب تھا کہ آپ ﷺ نے شفابنت عبداللہ سے کہا کہ وہ ام المومنین حضرت حفصہ بنت عمرؓ کو پڑھا دیا کریں۔ آپ ﷺ نے خود بھی خواتین کو تعلیم دی۔ حصول علم اور اشاعت علم کے حوالے ام المومنین حضرت عائشہؓ نے اتنی شہرت حاصل کی کہ خواتین تو درکنار ہزاروں مردوں نے بھی ان سے علم حاصل کیا۔ یہ سب شواہد اور حوالے اس امر کی واضح تصدیق کرتے ہیں کہ حصول علم مردوں اور عورتوں کی یکساں ذمہ داری تھی گو دونوں کو اس فرض کی ادائیگی کے یکساں مواقع مہیا نہ ہو سکے پھر بھی خواتین نے اس شعبہ میں بھرپور حصہ لیا اور حصول علم اور اشاعت علم میں مردوں کے شانہ بشانہ کام کرتی رہیں۔(5)

تعلیم وتربیت سیکھنے میں حیاءنہ کرنا:

خواتین اپنی جسمانی نشوونما اور فطری تقاضوں میں مردوں سے مختلف ہوتی ہیں عربوں میں خصوصاً ظہور اسلام سے پہلے انہی جسمانی نشوونما کے اختلافات کے باعث خواتین کو انتہائی کمزور سمجھا جاتا تھا اور انہیں حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ بعض عرب تو اس باطل خدشے کی بنیاد پر ان کی لڑکی بالغ ہو کر کسی دوسرے کی زوجیت میں جائے گی اور اس طرح ان کی سگی ہو گی وہ اسے زندہ دفن کر دینا مناسب سمجھتے تھے۔ انہوں نے عزت اور وقار کے حوالے سے کئی ایسے معیار قائم کر لیے تھے جنہیں کوئی بھی معاشرہ قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھتا۔ عورت کو کمتر اور حقیر سمجھنا بھی ان کے ایسے ہی معیارات میں سے ایک معیار تھا۔ ظہور اسلام سے پہلے کے اس منفی رجحان پر مبنی عرب روایت سے اس بات کا ثبوت ضرور ملتا ہے کہ وہ لوگ عزت اور غیرت کے معاملے میں بہت سخت گیر واقع ہوئے تھے وہ عورت کو بھی اسی حوالے سے دیکھتے تھے یہ اندازِ فکر اب بھی بہت سی قوموں میں رائج ہے گو اس میں پہلے جیسی شدت باقی نہیں رہی خود ہمارے موجودہ معاشرے میں بھی زر اور زمین کے ساتھ ساتھ زن (عورت) کو بھی انتہائی حساس مسئلہ سمجھا جاتا ہے۔

اسلام نے معاشرے کی جس نئے انداز میں تربیت کی اس میں عورت کی حیثیت کو با عزت بنانا بھی شامل ہے عرب معاشرے میں پہلی بار ایسا ہوا کہ خواتین کو مردوں کے بنائے ہوئے عزت اور غیرت کے اس منفی معیار سے نجات حاصل ہوئی جس کا وہ برسوں سے نشانہ بنائی جارہی تھیں۔ اس پوری تربیت میں سب سے نمایاں کردار آنحضور ﷺ کا تھا جنہوں نے اپنے عمل اور اپنی تعلیمات سے خواتین کا اعتماد بحال کیا اس عمل میں آپ ﷺ کے ساتھ ساتھ امہات المومنین بھی پیش پیش رہیں۔ اسلام میں خواتین کی معاشرتی بحالی کا مطلب یہ نہیں تھا کہ انہیں مردوں سے آزادانہ میل جول کی اجازت دے دی گئی تھی بلکہ ان کے حقوق اور فرائض کے سلسلے میں وہی یکساں اصول رائج کیا گیا جس کا

---

[4] ایضاً، ص:43

[5] ایضاً، ص:43

اطلاق مردوں پر ہونے لگا تھا۔ اس طرح خواتین میں اعتماد بحال ہوا اور انہوں نے تعلیمی اور معاشرتی شعبوں میں اپنا کردار آزادی سے ادا کیا۔(6)

اسلام میں حصول علم کے حوالے سے جائزہ لیا جائے تو کہیں بھی مردوں اور عورتوں کی تخصیص صرف اس بنیاد پر نہیں کی گئی کہ وہ جسمانی ساخت کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ آنحضور ﷺ نے خواتین کو بھی حصول علم کے مواقع فراہم اور اس سلسلے میں ان کی مکمل حواصلہ افزائی فرمائی۔ آپ ﷺ جب تک مکے میں مقیم رہے وہاں کی خواتین حصول علم کے لیے (یہاں تک کہ مذہبی معاملات کے بارے میں جاننے کے لیے) اپنی سابقہ معاشرتی اقدار کے زیر اثر آپ ﷺ سے رابطہ قائم نہیں کر سکتی تھیں۔ حالانکہ مذہبی اعتبار سے خصوصاً عبادات اور احکامات میں کئی معاملات ایسے بھی تھے جن کے بارے میں خواتین کو استفسار کی ضرورت محسوس ہوتی تھی جاننے کی خواہش رکھنے کے باوجود وہاں کے حالات کی وجہ سے حصول علم میں مکے کی خواتین کو پیچھے رہ جانا پڑا۔ یہ مسئلہ مدینے کی خواتین کے نزدیک خاصا اہم تھا۔ اس لیے ہجرت کے بعد جب آنحضور ﷺ مدینے تشریف لے گئے تو وہاں کی خواتین نے مکے کی خواتین کے قطعی بر عکس آپ ﷺ سے براہ راست رجوع کی اور حصول علم کی درخواست کی۔ آپ ﷺ نے خواتین انصار کے اس جذبے کو نہ صرف سراہا بلکہ انہیں مہاجرین خواتین سے زیادہ بہتر قرار دیا۔ (حدیث)

نِعْمَ النِّسَاءُ نِسَاءُ الأَنْصَارِلَمْ يَكُنْ يَمْنَعُهنَّ الْحَيَاءُ أَنْ يَتَفَقَّهنَ فِي الدِّينِ (7)

"انصار کی عورتیں بہترین عورتیں تھیں کہ حیا ان کے فہم دین حاصل میں حائل نہ ہوتی"

علم کی دلدادہ ان خواتین نے بلا حجاب و تکلیف حضور ﷺ کے سامنے ان مسائل کو پیش کیا جو خصوصیت سے صرف انہی سے متعلق تھے اور آپ ﷺ نے اس ضمن میں انہیں اسلامی احکامات بتائے یہ سلسلہ اس حد تک فروغ پاتا گیا کہ خواتین کی تعلیم کے لئے حضور ﷺ نے ایک دن مخصوص کر دیا۔ اور وہ بھی مسجد نبوی میں آکر تعلیم حاصل کرتی تھیں۔ حصولِ علم سے متعلق خواتین انصار کا یہ عمل حضور ﷺ نے پسند فرمایا تھا اور اسی حوالے سے ان خواتین میں وہ خواتین جو جھجک کے باعث معلومات حاصل کرنے میں تامل کا مظاہرہ کریں اور ناکام رہیں ان سے وہ خواتین جو جاننے کے لیے بلاوجہ حجاب اور تامل نہ کریں زیادہ بہتر قرار دی گئی ہیں۔ اس حوالے سے یہ بات اخذ نہیں کی جاسکتی کہ مسلمان خواتین عام تعلیم حاصل کرنے کے لیے شرم وحیا کو بالائے طاق رکھ دیں اس امر کی اجازت تو دینی تعلیم کے حصول کے دوران بھی نہیں البتہ انتہائی ضروری دینی اور علمی معاملات میں استفسار کے لیے ان پر عائد عام معاشرتی حدود کو کسی حد تک نرم ضرور کیا جا سکتا ہے۔(8)

مذہبی فرائض کی تعلیم وتربیت:

خواتین کی تعلیم کے سلسلے میں یہ بات تو بالکل واضح ہے کہ دین اور دینی معلومات کے حصول کے لیے انہیں مکمل آزادی حاصل ہے جہاں تک عام دنیوی علوم کے حصول کا معاملہ ہے اس سلسلے میں دو واضح نقطہ نظر سامنے نظر آتے ہیں۔ ایک طبقہ علی الاعلان یہ بات کہتا ہے کہ اسلام عورتوں کو دینی اور شرعی احکامات کے علاوہ اور کسی موضوع کی تعلیم حاصل کرنے کی اجازت نہیں دیتا اس نوعیت کے خیالات رکھنے والوں میں غیر مسلم مورخین اور محققین کے ساتھ ساتھ چند مسلم محققین بھی شامل ہیں۔ گوزیر نے خواتین کی تعلیم کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے اسے اگر بغور دیکھا جائے تو اس نقطہ نظر کا کسی حد تک اندازہ ہو جاتا ہے۔ ان صاحب کی تحقیق ہے کہ اس عہد میں خواتین کے "لکھنے" پر سخت

[6] سعد، محمد بن سعد، (2001ء)، طبقات الکبریٰ، کراچی نفیس اکیڈمی، ج:4، ص:143

[7] صدیقی، یاسین مظہر، (2016ء)، نبی کریمؐ اور خواتین ایک سماجی مطالعہ، لاہور، ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، ص:78

[8] ایضاً، ص:90

پابندی تھی۔ انہوں نے لقمان کے حوالے سے ملنے والی ایک روایت کا تذکرہ بھی کیا ہے کہ ایک بار ان کا (لقمان) کسی ادارے کے پاس سے گزر ہوا تو دیکھا کہ ایک لڑکی کو تعلیم دی جارہی ہے تو لقمان نے کہا کہ تلوار پر سان دھری جارہی ہے۔ (اس کی دھار تیز کی جارہی ہے) یقیناً یہ لڑکی اپنے شوہر کی بربادی کا سبب بنے گی۔ (گوزئیر نے ان واقعات کو فتاوی حدیثیہ۔ ابن مسعود ابن حجاریہ کے حوالے سے نقل کیا ہے) اس روایت کا جائزہ لیا جائے تو اس کی تصدیق یا تردید سے پہلے ہی یہ بات سامنے آئی ہے کہ اس کا تعلق حضور ﷺ کے عہد سے نہیں بلکہ یہ بعد کے ادوار سے متعلق ہو سکتی ہے۔ اس لیے کہ حضور ﷺ کے عہد میں ایسی باقاعدہ درسگاہوں یا تعلیمی اداروں کی تصدیق ہی نہیں ہوتی جہاں لڑکے اور لڑکیاں پڑھا کرتے تھے۔ اس عہد سے لکھنے (writing) پر پابندی کی تصدیق بھی نہیں ہوتی یہ ہو سکتا ہے کہ بعد میں معاشرتی اور اخلاقی اعتبار سے اس قسم کی پابندی رائج کی گئی ہوں۔ گوزئیر نے میزان الاعتدال کے حوالے سے خواتین کی تعلیم (خصوصاً حضور ﷺ کے ارشادات کے حوالے سے متعلق مندرجہ ذیل نقطہ نظر قائم کیا ہے۔ (9)

The following utterance of Prophet regarding females – said to rest on the authority of AISHA is freguently quoted – Do no let them frequently – the roofs : do not teach them the art of writing : teach them spinning and Surat-aal-Nur.

اس اقتباس میں لڑکیوں کے لیے لکھنے کی مہارت اور گھروں سے نکلنے کی پابندیوں کا اعادہ کیا گیا ہے۔ البتہ انہیں چرخہ کاتنے Spinning اور سورۃالنور کی تعلیم حاصل کرنے کی رعایت دی ہے (اس سورہ میں وہ تمام احکامات شامل ہیں جنہیں خواتین کے لیے بڑی اہمیت حاصل ہے) خواتین کو ایسے علوم سیکھنے کی اجازت دی گئی ہے جن کے حصول کے لیے انہیں گھر سے باہر نہ نکلنا پڑے اور جنہیں حاصل کر کے وہ معاشی طور پر اپنے خاندان کی کفالت میں معاون ثابت ہو سکیں۔ اس طرح انہیں مختلف ہنروں اور مہارتوں کے حصول میں مصروف رکھ کر گھر میں ان کے فارغ اوقات کا بہترین مصرف بھی تجویز کر دیا گیا ہے۔ پہلے مکتبہ فکر کے لوگوں کے ذہن میں خواتین کی تعلیم کے لیے اس کے علاوہ اور کسی چیز کی اجازت نہیں ہے۔ غیر مسلم محققین نے مسلمان (خصوصاً عہد نبوی) کے سلسلے میں اس قسم کی باتوں سے یقیناً یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ آپ ﷺ کے عہد میں بھی خواتین کو معاشرتی اعتبار سے کوئی خاص اہمیت حاصل نہیں تھی البتہ وہ چند مسلمان محققین جو موجودہ دور میں بھی ان کی اسی بات پر اصرار کرتے ہیں ان کے بارے میں رائے زنی اس لیے مناسب نہیں کہ وہ اپنے طرز عمل سے اسلام کے بارے میں یہ تاثر عام کر رہے ہیں۔ کہ نعوذ باللہ اسلام ان کی طرح تنگ نظر پر مبنی ہے اور انہیں اس کی وسعت اور بالغ نظری کا اعتراف نہیں ہے۔ (10)

خواتین کی تعلیم کے سلسلے میں دوسرا مکتبہ فکر خواتین کی تعلیم کے حق میں ہے وہ یہ ثابت کرتا ہے کہ خواتین کو تعلیم حاصل کرنے کے لیے پورے مواقع فراہم کیے جائیں اور مردوں کی طرح ان کے نصاب میں بھی سب سے پہلے قرآن اور احکامات شرعیہ کو شامل کیا جائے تاکہ انہیں اسلامی احکامات اور عبادات کی تعلیم دی جاسکے۔ مذہبی تعلیم کے بعد عورتوں کو دوسرے مضامین کی تعلیم بھی دی جائے۔ ان کے یہ عام شعبہ ہائے تعلیم مردوں کے نصاب یا تعلیمی سرگرمیوں سے مختلف ہوں اور ان میں خواتین کی ضروریات اور ان کے تقاضوں کا خیال رکھا جائے۔ ان کے نصاب میں ایسے مضامین رائج کیے جائیں جن میں انہیں زیادہ جسمانی مشقت نہ کرنی پڑے اور نہ ہی انہیں زیادہ وقت گھر سے باہر گزارنا پڑے۔ ان کا نصاب اس طرح مردوں کے نصاب سے مختلف ہو جاتا ہے جس میں گھریلو مصنوعات کی تیاری اور تربیت پر زور زیادہ

[9] ایضاً، ص:90
[10] ایضاً، ص:93

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

دیا گیا اور اس کا تعین خصوصیت سے خواتین کے لیے خود آپ ﷺ نے ہی فرمایا تھا۔ خواتین کی تعلیم میں اس طرح مذہبی فرائض کی تعلیم کے ساتھ ساتھ امور خانہ داری اور پیشہ ورانہ مہارت کے حامل مضامین کی تدریس کا جواز ملتا ہے۔ جہاں تک ان میں لکھنے (writing) کی مہارت کا تعلق ہے اس نوعیت کی روایات زیادہ مستند نہیں ہیں۔ لکھنے کی صلاحیت اگر ناپسندیدہ ہوتی تو حضور ﷺ دوسروں کو اس کی ہدایت فرماتے اور امہات المومنینؓ دونوں ہی لکھنا پڑھنا جانتی تھیں۔ سنن داؤد کے مطابق حضرت حفصہؓ کو جس خاتون نے لکھنا سکھایا تھا وہ حضرت شفاؓ بنت عبداللہ تھیں۔ جو خود بھی مسلمان تھیں اور انہوں نے یہ تربیت حضور ﷺ کے ارشاد کے مطابق دی تھی۔ غرض عہد نبوی میں کئی مسلمان خواتین ایسی تھیں جو علم و مہارت میں مردوں کے ہم پلہ تھیں انہیں مختلف علوم وفنون میں دسترس حاصل تھی یہاں تک کہ ادب اور شاعری جیسے شعبوں میں بھی خواتین نمایاں حیثیت رکھتی تھیں۔

علم کی اشاعت میں خواتین کی مالی قربانیاں:

حضرت خدیجہؓ کو اسلام کی وسعت پذیری سے بے حد مسرت ہوتی تھی۔ وہ اپنے غیر مسلم عزیز واقارب کے طعن و تشنیع کی پروہ کیے بغیر اپنے آپ کو تبلیغ حق میں رسول اللہ ﷺ کا دست و بازو بنائے ہوئے تھیں۔ حضرت خدیجہؓ نے اپنا تمام مال اسلام اور اشاعت علم کے لیے حضور ﷺ کے قدموں میں نچھاور کر دیا تھا اور اپنی ساری دولت بیواؤں یتیموں کے لیے وقف کر دی۔ گویا حضرت خدیجہؓ نے علم کی اشاعت کے لیے مالی قربانی دی۔

عہد نبوی میں خواتین کی تعلیم وتربیت کی پہلی درس گاہ:

مکہ میں سب سے پہلا تعلیمی ادارہ حضرت خدیجہؓ نے قائم کیا۔ جو کہ خدیجۃ الکبریٰ اکیڈمی کے نام سے مشہور تھا گویا دارارقم سے قبل حضرت خدیجہؓ کا مکان جو کہ دارالحجر میں واقع تھا سب سے پہلی تربیت گاہ کہلاتا تھا اس تعلیمی ادارے میں مرد بھی آتے تھے اور عورتیں بھی اور حضرت خدیجہؓ سے لوگ بنیادی عقائد پوچھتے تھے آپ انہیں ان کے بارے میں بتاتی تھیں اس تعلیمی ادارے کو اتنی اہمیت حاصل ہے کہ آنحضرت ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی تو آپ ﷺ اس جگہ آئے اور حضرت خدیجہؓ نے آپ کو تسلی دی اور حوصلہ دیا۔(11)

عہد نبوی میں خواتین کو علم حدیث کی تعلیم:

رسول اللہ ﷺ اور خواتین اسلام کی باہمی ملاقاتوں اور زیارتوں کا اہم ترین دینی پہلو بھی ہے۔ وہ ہے حدیثِ نبوی کا اظہار و ابلاغ۔ آپ ﷺ رسولِ خاتم اور نبی آخرالزماں ہونے کی بنا پر ہر وقت اور ہر مکان میں وحی الٰہی کا محور اور مرکز تھے۔ آپ ﷺ کا ارشاد فرمان ہی وحی الٰہی تھا جیسا کہ قرآن مجید میں خود اللہ رب العالمین نے ثابت فرمادیا کہ آپ ﷺ اپنی خواہش نفس سے کچھ نہیں فرماتے اور جو نطق مبارک ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتارا ہوا کلام ہوتا ہے، خواہ وہ قرآن مجید ہو یا حدیث نبوی ﷺ۔ زیارت خواتین کے مختلف اور مستقل واقعات کے نتیجے میں بھی بہت سی آیات کریمہ کی تشہیر اور بہت سی احادیث مقدسہ کی اشاعت عمل میں آئی۔

خواتینِ عصر اور صحابیاتِ مکہ و مدینہ اور دوسرے مقامات کی خاتونانِ جہاں نے رسول اکرم ﷺ کی ان احادیث کی ترسیل میں حصہ لیا۔ اس کے متعدد حوالے اور ذکراذکر گزشتہ مباحث کے ضمن میں برابر آتے رہتے ہیں۔ سیرت و سوانح نگاروں نے ان کے ذکر خیر کا التزام کیا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ صحابیات و صحابہ کرام کے تمام تذکرے اور ان کے سوانحی خاکے (تراجم) دراصل اسی مقصد سے لکھے گئے کہ کون کون صحابی اور صحابیہ نے کیا کیا حدیث نبوی اور ارشاد رسول ﷺ اور سنتِ مطہرہ بیان کی۔ وہ راوی/راویہ اور غیر راوی/ غیر راویہ کا ہمیشہ فرق کرتے ہیں۔ چنانچہ ابن سعد کی الطبقات الکبریٰ ہو یا ابن عبدالبر کی الاستیعات، حافظ ابن اثیر کی اسد الغابۃ ہو یا ابن حجر کی الاصابۃ یا دیگر کتب تراجم، ان سب

[11] ابو محمد، بدیع الدین، (2007ء)، اسلام میں عورت کا مقام، لاہور، شبیر برادرز، ص:56

میں تمام مؤلفین کرام نے یہ اہتمام کیا ہے کہ ان کی کوئی نہ کوئی حدیث ضرور نقل کی اور پوری سند واسناد کے ساتھ روایت کی ہے۔اس مختصر بحث میں تمام صحابیات کی روایات و احادیث سے تعرض کرنا مقصود نہیں ہے ۔ صرف خواتینِ عصر کی باہمی زیارتوں کے حوالے سے ان احادیث کریمہ کا ذکرِ خیر کرنے کی سعادت حاصل کرنی ہے جو انہوں نے رسول اکرم ﷺ سے سنیں اور محفوظ رکھیں۔ان ''زیارتی خواتین'' کی بیان کردہ احادیث کا ایک اور عمدہ پہلو یہ ہے کہ وہ ان کا پس منظر، سماجی تناظر یا تہذیبی ماحول بھی بیان کرتی ہیں اور '' دینی شانِ نزولِ احادیث'' بھی سامنے لاتی ہیں۔(12)

عہد نبوی میں خواتین کی فقہی تعلیم وتربیت:

اللہ تعالیٰ نے روزِ اول سے بناتِ حواء پر حیض (ماہانہ اذیت/ماہواری) کا ایک فطری جسمانی قانون عائد کر دیا ہے۔رسول اکرم ﷺ نے بعض خواتین کو ان کی زیارتوں یا ملاقاتوں کے دوران ان مسائل حل اور ان کے احکام سے آگاہ فرمایا اور احادیثِ احکام عطا کیں۔ایک نوجوان صحابیہ کو تو اس پہلی اذیت ماہانہ سے ایک غزوہ کے دوران دوچار ہونا پڑا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کی شرم و حیا کا لحاظ بھی فرمایا اور حکم بھی دیا۔(13)

عہد نبوی میں عورتوں کی شکایات اور ان کا ازالہ:

جنسِ کمزور اور صنفِ نازک ہونے کے سبب عورت ہمیشہ ظلم و تشدد کا شکار رہی ہے، کبھی اپنے عزیزوں کے ہاتھوں کبھی غیروں کے ہاتھوں۔ سب سے زیادہ عجیب اور تکلیف دہ پہلو یہ ہے کہ عورت خود عورت کے مظالم کا نشانہ بہت بے دردی سے بنتی رہی ہے۔یہ ماہرینِ تفسیات کے مطالعہ و تجربہ کا میدان ہے کہ وہ عورتوں پر دوسروں کے مظالم کی تہوں میں پوشیدہ عوامل و عناصر کا پتہ لگائیں۔اخلاقیات کی رو سے اور دینی نقطۂ نظر سے ہم اہلِ مذہب یہ کہہ سکتے ہیں کہ جب صحیح تعلیمات کی گرفت ڈھیلی پڑ جاتی ہے تو وہ خواہ مرد ہوں یا عورت، اپنے ہوں یا پرائے، ظلم و تعدی کرنے لگتے ہیں اور کمزور ہمیشہ طاقتور کے مظالم کا شکار بنتا رہتا ہے۔

زبردستی نکاح کی شکایات:

اسلامی شریعت میں نکاح و شادی لڑکی اور لڑکے کی مرضی سے ہونی چاہئے اگر وہ بالغ ہوں۔ بالغ کی شادی کا حق ولی (ماں باپ وغیرہ) کو حاصل ہے مگر بہتر ہے کہ وہ ان کی مرضی اور پسند کا خیال رکھے۔ایک مسلک و حدیث کے اصول کے مطابق ایسے جبری نکاحوں کو رد کیا جا سکتا ہے کیونکہ ان میں زوجین کی رضامندی کی شرط پوری نہیں کی گئی۔عہد نبوی میں بعض خواتین کو اپنے جبری نکاحوں اور ناپسندیدہ شادیوں کی شکایت خدمتِ نبوی اور بارگاہِ رعالی میں درج کرنی پڑیں اور وہاں سے ان کا صحیح اسلامی فیصلہ اور ان کی شکایت کا زالہ بھی ہوا۔(14)

علم الصحت، نرسنگ اور بچوں کی تعلیم وتربیت:

حضور ﷺ نے شوہروں پر یہ ذمہ داری عائد کی کہ وہ اپنی بیویوں کی تعلیم کا انتظام کریں۔ ہم پہلے ہی اس بات کا تذکرہ کر چکے ہیں کہ اولاد کی صحیح تعلیم وتربیت اسی وقت ممکن ہے جب والدین خود بھی تعلیم وتربیت سے حامل ہوں۔اس اعتبار سے خواتین کے لیے بچوں کی نگہداشت اور ان کی صحت کی دیکھ بھال کی ذمہ داری مردوں سے کچھ زیادہ ہو جاتی ہے (اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان کے لیے زندگی کے دوسرے شعبے ممنوع قرار دے دیئے گئے ہیں۔ یہاں ہم یہ عہد نبویؐ کے عرب اور وہاں کی معاشرت کے حوالے سے گفتگو کر رہے ہیں جس میں موجودہ دور

[12] ایضاً، ص:59

[13] اصلاحی، امین احسن، (2013ء)، اسلامی معاشرے میں عورت کا مقام، لاہور، فاران فاونڈیشن، ص:34

[14] صدیقی، یاسین مظہر، نبی کریمؐ اور خواتین ایک سماجی مطالعہ، ص:78

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

کے کئی علوم اور ان کی مختلف شعبہ جات کا سرے سے کوئی تصور ہی رائج نہیں تھا)۔ بچوں کی صحت اور نگہداشت موجودہ دور میں ایک الگ مضمون ہی نہیں بلکہ ایک کلیہ Facult کی حیثیت اختیار کر چکی ہے یہ موضوعات اس دور میں اتنے وسیع اور مکمل نہیں تھے۔ اس عہد میں ایسے باقاعدہ اداروں کی تصدیق تو نہیں ہوتی جہاں خواتین کو ان موضوعات کی باقاعدہ تعلیم یا تربیت دی جاتی ہو البتہ بچوں کی صحت اور نگہداشت کے لیے روایتی Traditional طریقوں سے سیکھنے کے شواہد ضرور ملتے ہیں۔ اس نوعیت کی تعلیم میں عربوں کے روایتی طور طریقے بھی شامل تھے جس کی ایک مثال حضرت شفابنت عبداللہؓ سے ملتی ہے یہ خاتون صحابیہ ایام جاہلیت ہی سے ایک ایسے منتر (عمل) سے واقف تھیں جس سے چیونٹی کے کاٹنے کے اثرات زائل ہو جاتے ہیں یہ بات حضور ﷺ کے علم میں بھی تھی۔ آپ ﷺ نے یہ سوچتے ہوئے کہ ریگزار عرب میں رہنے والے عام لوگ ان کی اس مہارت سے استفادہ کرتے ہیں اور اس کا کوئی معاشرتی یا اخلاقی طور پر منفی اثر بھی نہیں پڑتا اس لیے اس انہیں یہ عمل کرنے سے نہیں روکا۔ بعد میں آپ ﷺ نے ان سے کہا کہ وہ یہ طریقے ام المومنینؓ حضرت حفصہؓ کو بھی سکھا دیں۔ حضرت حفصہؓ کو حصول علم کا بہت شوق تھا اور آپ نے لکھنا بھی انہی خاتون سے سیکھا تھا۔ اسی نوعیت کے اور علوم یا طریقوں کے رواج کی تصدیق تو نہیں ہوتی لیکن اس خیال کو تقویت ضرور پہنچی ہے کہ بچوں کی نگہداشت کے حوالے سے خواتین کے لیے مزید جاننا مستحسن عمل قرار دیا گیا تھا۔ خواتین کی تعلیم کے حوالے سے دوسرا اہم ترین موضوع صحت تھا جو موجودہ دور کے میڈیکل شعبے کی ابتدائی صورت کہی جا سکتی ہے۔ عہدِ نبویؐ میں اس شعبے سے وابستہ خواتین کا اندازہ پہلی بار غزوہ احد کے موقع پر ہوتا ہے۔ وہ خواتین جنہوں نے زخمیوں کی مرہم پٹی کی یقیناً انہوں نے یہ فن کہیں نہ کہیں سے ضرور دیکھا ہوگا۔ ان خواتین نے اپنی اس شعبہ میں مہارت یا معمولی شدبد کا اظہار حضور اکرم ﷺ کی موجودگی میں کیا تھا اور آپ ﷺ نے ان کے اس عمل کو ناپسندیدہ نہیں کہا تھا اس لیے اس شعبہ میں خواتین کے حصول علم کی تائید کی جاسکتی ہے۔(15)

مندرجہ بالا شواہد اور حقائق کا سنجیدگی سے جائزہ لیا جائے تو یہ بات پایہ تصدیق کو پہنچ جاتی ہے کہ حضور ﷺ کے عہد میں خواتین کے علم حاصل کرنے پر پابندی نہیں تھی۔ ان کا تعلیمی نصاب مردوں کے تعلیمی نصاب سے کسی حد تک مختلف ضرور تھا لیکن ان پر عورت ہونے کی وجہ سے مختلف علوم کی تعلیم حاصل کرنے کے دروازے بند نہیں کئے گئے تھے۔ ان کے لیے جو نصاب ترتیب دیا گیا اس میں قرآن اور مذہبی تعلیمات کو لازمی مضمون کی حیثیت حاصل تھی۔ اس کے علاوہ انہیں علم الصحت بچوں کی نگہداشت اور امور خانہ داری سے متعلق دیگر مضامین (بشمول پیشہ ورانہ مہارتیں) کی تعلیم حاصل کرنے کی اجازت تھی۔ آپ ﷺ کے عہد میں خواتین کی تعلیم وتربیت میں پیراکی، نیزہ بازی اور گھوڑے سواری جیسی مہارتوں کا ثبوت نہیں ملتا یہ مہارتیں خصوصیت سے مردوں کے لیے لازمی تھیں جن پر اپنی اور اپنے اہل خانہ کے تحفظ کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ خواتین کا تحفظ اور دفاع چونکہ براہ راست ان کے باپ، بھائی یا پھر شوہر کی ذمہ داری ہے اس لیے انہیں ان مہارتوں کے حاصل کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی ہوگی۔ خواتین نے ادب اور شاعری جیسے موضوعات میں بھی تعلیم حاصل کی (جن کی تفصیل آئندہ سطور میں موجود ہے) ان میں سے کئی خواتین کو معاشرہ میں اہم مقام بھی حاصل ہوا۔ ان سب حوالوں سے خواتین کی تعلیم سے متعلق یہ نقطہ نظر کہ انہیں تعلیم کے معاملے میں محدود کر دیا جائے خود بخود غلط ثابت ہو جاتا ہے۔

عہد نبوی میں خواتین کی تعلیمی وتربیتی کاوشیں:

آپ ﷺ کے عہد میں خواتین علم وفضل کے اعتبار سے مردوں سے کمتر نہیں تھیں۔ یقیناً ان پر علم حاصل کرنے کی پابندی نہیں تھی اس لیے انہوں نے یہ مقام حاصل کیا کئی صحابیات نے قرات، تفسیر، حدیث، فقہ اور فرائض میں کمال حاصل کر لیا تھا۔ حضرت عائشہؓ، حضرت

[15] یوسف، محمد خالد، (2015ء)، تربیتِ نسواں، فیصل آباد، طارق اکیڈمی، ص:66

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

حفصہؓ، حضرت ام سلمہؓ اور حضرت ام ورقہؓ کو قران پاک حفظ تھا۔ ان کے علاوہ قرآن کے کئی پارے حفظ کر لینے والی خواتین میں حضرت ام سعدؓ بنت سعد ابن ربیع، حضرت ام ہشام بنت حارثہ، حضرت رابطہ بنت حیان اور حضرت ہند بنت اسید شامل تھیں ان خواتین میں سے حضرت ام سعدؓ تو باقاعدہ درس دیتی تھیں اور خواتین کو قرآن پڑھایا کرتی تھیں۔ تفسیر قرآن کی معلمات میں سب سے نمایاں حیثیت حضرت عائشہؓ کو حاصل تھی۔ جہاں تک حضور ﷺ سے مختلف روایات نقل کرنے کا تعلق ہے خواتین اس شعبے میں مردوں سے پیچھے نہیں تھیں حضرت عائشہؓ سے تقریبا دوہزار دوسودس (۲۲۱۰) اور حضرت ام سلمہؓ سے تقریباً تین سو اٹھتر (۳۷۸) روایات منسوب ہیں، ان کے علاوہ روایات نقل کرنے کے سلسلے میں حضرت ام عطیہؓ اسما بنت ابو بکرؓ، ام ہانیؓ اور فاطمہ بنت قیس کی اہمیت اور علمیت کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ہے۔(16)

خواتین صحابیات نے صرف قرآن کی تفسیر اور تعلیم ہی نہیں دی بلکہ وہ تبلیغ اسلام کی جدوجہد میں بھی شریک ہیں حضرت ام شریکؓ مکہ کی قریش خواتین میں مخفی طور پر اسلام کی تبلیغ اور اشاعت کا کام کرتی تھیں کئی خواتین ایسی تھیں جن کے استدلال کے باعث ان کے شوہر یا خاندان کے دوسرے مرد مسلمان ہو گئے۔ اس سلسلے میں ایک نام حضرت فاطمہؓ بنت خطاب کا بھی ہے جن کی دعوت پر ان کے بھائی حضرت عمرؓ نے اسلام قبول کیا۔ اسی طرح حضرت ام سلیمؓ کے تبلیغ کرنے پر حضرت ابوطلحہؓ اور حضرت ام حکیمؓ کی تبلیغ سے متاثر ہو کر ان کے شوہر عکرمہ نے اسلام قبول کیا یہ خواتین میں حضرت ام ورقہ بنت عبداللہ قران بھی پڑھی ہوئی تھیں اور انہیں حضور ﷺ نے عورتوں کی عبادت کے دوران قیادت کرنے کے لیے (امام) مقرر کیا تھا۔ ان کے ساتھ ایک موذن کا تقرر بھی کیا گیا تھا۔ آپ کو اپنے کام سے اس درجہ رغبت تھی کہ رات گئے تک قرآن پاک پڑھا کرتی تھیں۔ ان صحابیہ کو ان کے غلام نے کلا گھونٹ کر ہلاک کر دیا تھا۔ لوگ راتوں کو ان کے قرآن پڑھنے کی آواز سے اس قدر مانوس ہو چکے تھے کہ حضرت عمرؓ استفسار کرتے رہے کہ رات خالہ کے قرآن پڑھنے کی آواز کیوں نہیں آئی۔ حضور ﷺ کے عہد میں طب کی تعلیم دینے والی خواتین حضرت رفیدہؓ نامی صحابیہ کا نام سب سے نمایاں ہے۔ آپ کے خیمے کو جراح خانہ کی حیثیت حاصل تھی ان کا طبّی اور تعلیمی مرکز مسجد نبوی سے متصل تھا۔ ان مختلف صحابیات کے حوالوں سے اس بات کی تصدیق ہو جاتی ہے کہ خواتین نہ صرف حصول علم بلکہ اشاعت علم کے معاملے میں بھی نمایاں کردار ادا کر رہی تھیں۔ ان کے بعض تعلیمی یا تربیتی نوعیت کے ادارے میں آپ ﷺ کی موجودگی ہی میں کام کر رہے تھے۔[17]

عہد نبوی میں خواتین کے مرد شاگرد:

حصول علم کے معاملے میں خواتین بھی مردوں کی طرح کے شانہ بشانہ رہیں بالکل اسی طرح انہوں نے اشاعت علم کے لیے بھی مردوں کی طرح کام کیا۔ بعض صحابیات کو تو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ ان سے تعلیم حاصل کرنے والوں میں مرد بھی شامل تھے۔ ایسی خواتین میں سرفہرست حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کے نام آتے ہیں یہ دونوں بہت المومنینؓ میں سے تھیں اس اعتبار سے حضور ﷺ کے دور میں خواتین کی تعلیم اور اس نظام تعلیم وتربیت میں خواتین کی شرکت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ حضرت عائشہؓ سے علم حاصل کرنے والے افراد کی کم از کم تعداد دو سو ہے۔ ان کے متعلّمین میں مرد اور خواتین سب ہی شامل تھے مرد شاگردوں میں حضرت عروہ بن زبیرؓ، حضرت قاسم بن محمدؒ، حضرت ابو سلمہؓ بن عبدالرحمٰن، مسروقؒ۔ عمرۃ، حضرت معاویہ عدویہ اور خواتین میں حضرت صفیہ بنت شیبہؓ اور حضرت عائشہؓ بنت طلحہ کے نام سب سے نمایاں ہیں حضرت عائشہ کی طرح حضرت حفصہؓ سے علم حاصل کرنے والوں میں بھی مرد اور خواتین دونوں ہی شامل تھے۔ ان کے

16 ایضاً، ص:76

17 ایضاً، ص:79

متعلّمین کی فہرست میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت حمزہؓ(ابن عبداللہ) حارثہ بن وسب مطلب بن ابی دا وعد عبد اللہ بن صفوان، عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام اور حضرت صفیہ بنت عبداللہ اور حضرت ام بستر الضاریہؓ کے اسماء گرامی شامل ہیں۔(18)

ان دو برگزیدہ معلمات سے نقش قدم پر چلتے ہوئے کئی اور مسلمان خواتین نئے درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا ان خواتین میں حضرت نفیسہ کو بہت شہرت حاصل ہوئی وہ عہد نبویؐ کے بعد ہی اس شعبے سے وابستہ ہو گئی تھیں اور محدثہ کی حیثیت سے بڑا مقام حاصل کر لیا۔ یہ خاتون حضرت علیؓ کے خاندان سے تعلق رکھتی تھیں اور بعض روایات کے مطابق ان درس وتدریس میں حضرت امام شافعی بھی شریک ہوا کرتے تھے۔ مسلمانوں کے ابتدائی عہد میں درس وتدریس کے شعبے میں خواتین کے اسما گرامی کی تصدیق کئی حوالوں سے ہوتی ہے اس لیے اس بات کا کوئی امکان نہیں رہتا کہ اس دور میں خواتین کی تعلیم سے انکار کیا جا سکے۔ کئی خواتین نے تو اس درجہ مہارت حاصل کر لی تھی کہ ان کے علم حاصل کرنے کے لیے مردوں نے رجوع کیا۔ یہ اسلام کے اس نظام تعلیم وتربیت کا کمال تھا کہ وہ عرب جو چند سال پہلے خواتین کو انتہائی حقیر اور کند ذہن سمجھتے تھے حصول علم کے لیے خود ان کے پاس حاضر ہوتے تھے۔ اور اسے اپنے لیے اعزاز تصور کرتے تھے۔(19)

عہد نبوی میں خواتین کی تعلیم کے مختلف شعبہ جات:

خواتین نے دوسروں کو تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ خود بھی مختلف علوم کی تحصیل کا سلسلہ جاری رکھا اور اس محنت کے سبب انہوں نے مختلف مضامین میں وہی مہارت حاصل کر لی جو مرد حاصل کرتے جا رہے تھے۔ حضور اکرم ﷺ کے عہد میں ایسی خواتین خاص معقول بڑھ تعداد میں تھیں جنہوں نے فقہ، تفسیر فتاویٰ، علم الفرائض، خطابت، علم اسرارہ، علم تعبیر اور ادب اور شاعری میں خصوصی مقام حاصل کر لیا تھا۔ فتاویٰ کے شعبے کا جائزہ لیا جائے تو حضرت عائشہؓ سر فہرست نظر آتی ہیں۔ ان کے فتاویٰ کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ فقہ میں کمال اور مہارت حاصل کرنے والی خواتین میں حضرت صفیہؓ، حضرت حفصہؓ، ام حبیبہؓ، حضرت جویریہؓ، حضرت میمونہؓ، حضرت فاطمہ زہراؓ، حضرت ام شریکؓ، حضرت ام عطیہ، حضرت اسماء بنت ابو بکرؓ، حضرت لیلیٰ بنت قائف، خولہ بنت تویت، ام الدرداؓ عاتکہ بنت زید، سہلہ بن سہیل، فاطمہ بنت قیس، زینب بنت ابو سلمہ، ام ایمن، ام یوسف اور ام سلمیٰؓ نے اپنے شعبہ میں بڑی شہرت پائی۔ اس طرح علم الفرائض میں حضرت عائشہؓ علم اسرار میں حضرت ام سلمیٰؓ۔ علم خطابت میں حضرت اسماء بنت ابو بکر اور علم تعبیر میں حضرت اسماء بنت عمیس نے کمال حاصل کیا تھا۔(20)

عہد نبویؐ میں خواتین نے صرف دینی علوم ہی میں مہارت حاصل نہیں کی بلکہ طب، شاعری اور تاریخ میں بھی نام حاصل کیا۔ طب کے شعبے میں حضرت رفیدہؓ کے علاوہ حضرت امام مطاع، ام کبشہ، حمنہ بنت جحش، معاذہ، امیمہ، ام زیادہ، ربیع بنت معوذ، ام عطیہ اور ام سلیم کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ انہوں نے طب میں خصوی مہارت حاصل کی۔ طب کے علاوہ ادب اور شاعری کا شعبہ بھی خواتین کی دسترس میں رہا۔ اچھی شاعرات میں حضرت سعدی، صفیہ، ہند بنت حارث، زینب بنت عوام، عاتکہ بنت زید، ہند بنت اثاثہ، کبشہ بنت اربع، میمونہ، رقیہ زیاد، عاتکہ اور امامہ گو نمایاں مقام حاصل تھا۔ حضرت خنساؓ اس دور کی صاحب دیوان شاعرہ تھیں۔ عہد نبویؐ کی خواتین میں علم وفضل اور درس وتدریس کے حوالے سے سب سے نمایاں مقام حضرت عائشہؓ کو حاصل تھا۔ ان کا شمار اس عہد کی مجتہد صحابیات میں ہوتا ہے۔ آپ سے متعلق آپ کے ایک شاگرد حضرت عروہؓ بن زبیر کا قول تھا کہ انہوں نے قران، فرائض، حلال وحرام، فقہ، شاعری، طب، عرب کی تاریخ اور علم نسب میں حضرت عائشہؓ سے بڑھ کر کوئی عالم نہیں دیکھا۔ اس عہد کی خواتین کی تعلیم وتربیت میں حضرت عائشہؓ کا بہت دخل رہا تھا آپ حج کے دنوں میں

[18] ندوی، سید سلیمان(۱۹۹۹)، سیرت عائشہ، لاہور، مکتبہ مدینہ، ص:126

[20] صدیقی، یاسین مظہر، نبی کریمؐ اور خواتین ایک سماجی مطالعہ، ص:78

اپنا خیمہ پہاڑ کے دامن میں نصب کراتی تھیں تا کہ خواتین عرب اپنی معلومات میں اضافہ کے لیے بلا تصف آپ سے رجوع کر سکیں۔اس طرح آپ نے ایام حج میں بھی خواتین کے لیے محفوظ اور علیحدہ عارضی درسگاہ کا انتظام کر رکھا تھا۔(21)

حضور ﷺ بذات خود خواتین کو تعلیم دیتے تھے بلکہ آپ ﷺ نے توان کی سہولت کے لیے ہفتہ میں ایک دن مخصوص کر رکھا تھا اور اس دن صرف خواتین ہی حصول علم کے لیے آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا کرتی تھیں۔آپ ﷺ کی تقلید میں خود آپ ﷺ کی حیات ہی میں مختلف صحابیات نے بھی یہ مشن جاری رکھا اور حصول علم اور اشاعت کا دوہرا فریضہ ادا کرتی رہیں۔بے شمار روایات اور حوالے اس حقیقت کی توثیق کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے خواتین کو تعلیم حاصل کرنے سے منع نہیں فرمایا بلکہ انہیں حصول علم کے زیادہ سے زیادہ مواقع فراہم کیے گئے خواتین کی تعلیم کے بارے میں آپ ﷺ کے قول اور عمل کی یکسانیت اور تصدیق کے بعد اس موضوع پر مزید بحث کی گنجائش باقی نہیں رہتی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا واضح ارشاد ہے کہ

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوه وَمَا نَهَاكُمْ عَنْه فَانتَهوا (22)

"اور رسول کریم جو تمہیں عطا فرمادیں وہ لے لو اور جس سے تمہیں روکیں تو رک جاؤ"

دنیا میں بے شمار مصلحین پیدا ہوئے۔بہت سے اصلاحی اور انقلابی تحریکیں اٹھیں مگر ان میں سے ہر ایک نے انسان کے خارجی نظام کو تو بدلنے کی کوشش کی لیکن اس کے اندرون کو نظر انداز کر دیا۔مگر نبی کریم ﷺ کی تحریک میں شامل ہونے والا انسان باہر کے ساتھ ساتھ اندر سے بھی بدل گیا اور کلیتہً بدل گیا۔جو لوگ آپ ﷺ کی دعوت پر لبیک کہتے گئے وہ آپ کی تربیت پا کر کندن بنتے گئے۔اسلام کی آغوش میں آنے والے ہر شخص کے اندر ایسا کردار نمودار ہوا جس کی نظیر تاریخِ انسانی پیش کرنے سے قاصر ہے۔

---

[21] ندوی، سراج الدین، (2008ء)، رسول خدا کا طریق تربیت، لاہور، اسلامک پبلی کیشنز، ص:105

[22] سورۃ الحشر، 7:59